

امام الجمعہ قدوة العلماء

جناب ڈاکٹر محمود الحسن صاحب مرحوم رائے بریلوی

یہ مضمون قدوة العلماء کی وفات حسرت آیات کے وقت ضبط تحریر میں آیا تھا مگر چونکہ اس نثر پارے میں آقائے قوم کی حیات ہدایت آموز پر کافی روشنی پڑتی ہے اس لیے اس موقع پر اس کی اشاعت ضروری سمجھی گئی۔ (ادارہ)

فتہ دمت واللہ ارکان الہدی

جناب سید مرتضیٰ علم الہدی اعلیٰ اللہ مقامہ کی تاریخ ان الفاظ سے کسی نے کہی تھی۔ آج یہ پاک الفاظ جناب قدوة العلماء مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ و نور اللہ مرقدہ کے ماتم پر کس قدر پورے اترتے ہیں۔ ارشاد و تبلیغ، وعظ و ہدایت کے ارکان اس فرد دروزگار ہستی کے سپرد خاک ہونے سے منہدم ہو کر خاک میں مل گئے۔ اصول فقہ کا کامل دنیا سے اٹھ گیا۔ جناب میر آغا صاحب طاب ثراہ کے بعد مرحوم کے خصوصیات فقہ و کلام بدرجہ اتم جناب قدوة العلماء میں پائے جاتے تھے اور کیوں نہ پائے جاتے گو جناب قدوة العلماء کا وطن مالوف جائس تھا اور گو حضرت قدوة العلماء میں علم دین موروثی تھا لیکن میر آغا صاحب مرحوم کی تربیت نے آپ کے علم و فضل میں چار چاند لگا دیئے تھے آپ کے پردادا مولانا سید ولی محمد حسین صاحب مرحوم قبلہ ایک عالم جید تھے آپ کے دادا مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مرحوم بھی اپنے زہد و اتقا، فضل و کمال اور ایثار کے لیے بڑے ممتاز بزرگ تھے۔ آپ کے چچا مولانا کلب باقر صاحب قبلہ مرحوم مجتہد نے تقریباً تمام عمر کربلائے معلیٰ میں صرف کی

اور اس مرتبہ اعلیٰ پر فائز ہوئے کہ حرم میں آپ پہلے ہندی تھے جن کا مصلیٰ قائم تھا اور تمام علمائے کربلا و نجف میں آپ منتخب سمجھے جاتے تھے آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید کلب مہدی صاحب قبلہ بھی اسی پایہ کے مجتہد ہیں غرض کہ ادھر تو یہ خاندانی قابلیت اور استعداد اکتساب علم بھی موجود تھی۔ ادھر جناب مولانا سید کلب عابد صاحب قبلہ جیسے زاہد متقی اور عالم باعمل باپ کی آغوش اور جناب میر آغا صاحب مرحوم جیسے ماموں کے سایہ عاطفت میں پرورش اور تعلیم پا کر حضرت قدوة العلماء ایک آئینہ علم و اخلاق ہو گئے تھے اس پر مرحوم کی وہی اور قدرتی صفات اخلاق ایسی تھیں گویا قدرت نے مرحوم کے مذہبی پیشوا بنانے کا فیصلہ پہلے ہی سے کر لیا تھا اور اس کے بعد تمام ان صفات کو جو کسی عالم باعمل میں ہونا چاہئیں مرحوم کی ذات میں جمع کر دیا تھا۔ حقیقت میں یہ مصرعہ مرحوم پر صادق آتا تھا۔

ع — آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہر بڑے شخص میں کوئی نہ کوئی خاص خوبی ضرور ہوتی ہے لیکن ایسا کم ہوتا ہے کہ ہر اعلیٰ صفت کی ایک ہی ذات مخزن ہو یہ مرحوم ایسے ہی مستثنیات میں سے تھے۔ حسن ظاہری اور حسن باطنی اور اس کے جتنے پرتو علم و

اخلاق و معاشرت اور مذہب پر پڑ سکتے تھے ان سب کی چمک مرحوم کی اکیلی ذات میں نظر آتی تھی۔ علم دین میں کامل، اخلاق کا مجسمہ، معاشرت کی اعلیٰ منزلوں کا سالک، مذہب کا محافظ، کون سا لقب ہے جو مرحوم پر بلا مبالغہ پورا نہیں اترتا۔ فیض علم ایسا کہ ہمیشہ دوسروں کی اصلاح اور مذہبی تربیت حضرت قدوة العلماء نے اپنا اصول زندگی رکھا۔ ابتدائی عمر سے آپ کو تبلیغی رسائل کے شائع کرنے اور کتب دین کے جمع کرنے کا شوق تھا چنانچہ باوجود اپنی کم استطاعتی کے مرحوم نے ایک بڑا ذخیرہ نادر کتب دینی کا جمع فرمایا تھا اور جناب غفرانہما اب اعلیٰ اللہ مقامہ کی نادر اور عظیم المثل تصنیفات مثل عماد الاسلام کی اشاعت اور اسکی ترویج آپ نے ایک چھاپہ خانہ قائم کر کے شروع کر دی تھی اور ایک رسالہ معالم جو تبلیغی رسالہ تھا خود اپنی ادارت میں شائع کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد ضروریات زمانہ اور مصالح وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرحوم نے صدر الصدور کانفرنس امامیہ اثنا عشری کی بنیاد ڈالی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شیعہ دنیا لفظ کانفرنس کیا کسی جمہوری ادارہ کے نظام اور طرز عمل سے بالکل ناواقف تھی۔ جناب قدوة العلماء نے اس کا احساس کر کے کہ دنیا پرستی کا بڑھتا ہوا سیلاب کہیں دینداری کو بالکل فنا نہ کر دے علماء کے زیر اثر قومی ادارات کا رکھنا عین مصلحت سمجھا اور باوجود یکہ دیگر ہم عصر علماء کانفرنس کی طرف زیادہ رغبت نہ رکھتے تھے اس پر یہ قدوة العلماء ہی کا اثر تھا کہ ان حضرات کو بھی کانفرنس کی طرف لے آئے اور ایسی تن دہی سے کانفرنس کی ترقی کے لیے سعی کی کہ پہلے ہی سال جب

انجمن صدر الصدور کو مشاورتی کانفرنس کی شکل میں تنظیم فرمایا تو حضور کی دعوت پر ہزار ہا حضرات بیرونجات کے لکھنؤ میں جمع ہو گئے۔ جن لوگوں نے کانفرنس کی ابتدا دیکھی ہے انہیں یاد ہے کہ آپ نے اس کی تشکیل اور بقا میں کیا کیا عرق ریزی اور جدوجہد نہیں کی!

کانفرنس کے دفتر کی طرف بارہا یہ بزرگ ہاتھ میں چتھری یا چھڑی لیے دوپہر میں پیدل جاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں اور سید علی غضنفر صاحب مرحوم کے ساتھ آج کل کے برقی پنکھوں کے نیچے نہیں دم گھٹانے والی گرمی میں اور چھوٹے چھوٹے کمروں میں مشورہ کرتے ہوئے پایا گیا ہے۔ اور ان سب میں ذاتی نمود یا وجاہت کا ذرا سا بھی شائبہ نہ تھا ہوتا تو جب کانفرنس معراج ترقی پر تھی اور اس کی صدارت علمائے ملت کو ان کے رہبر دین ہونے کی تصدیق میں دی جاتی تھی اس وقت آپ بھی اس کی صدارت کو قبول فرماتے، مگر کبھی ایسا نہیں کیا۔ کئی کئی بار آپ کو صدارت کانفرنس دی گئی مگر ہمیشہ آپ نے یا تو انکار کر دیا یا کسی دوسرے کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ تمام علمائے لکھنؤ کانفرنس کی بڑھتی ہوئی جمہوریت کی رو سے اس کے آغاز کے چار ہی چھ سال بعد کنارہ کش ہو گئے مگر مرحوم ہی کی ذات ایسی دلیر، مستقل اور بات کی دھنی تھی کہ جب تک مرحوم کی کانفرنس میں شرکت خود کانفرنس کے لیے مرحوم کے تجربہ میں مضر اور مرحوم کے یقین کے نزدیک خلاف مصالح شرعی نہیں ہو گئی اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس کے بعد بھی اس کے اداروں سے تعلق باقی رکھا چنانچہ یتیم خانہ پر توجہ برابر مبذول رکھی۔

قدوة العلماء کی مذہبی اور قومی خدمات سے تو سارا ہندوستان اور عراق و عجم سب ہی واقف ہے مگر مرحوم کی ذاتی خصوصیات اور محاسن اخلاق سے شاید وہ لوگ جن کو مرحوم سے سابقہ نہ پڑا اور واقف نہ ہوں اس لئے ان کا تذکرہ ایک عالم کے عمل اور قوت عمل کا سرسری خاکہ پیش کرنے کے لئے ضروری ہے۔ یہ سادگی کی تصویر جب سامنے آتی تھی تو مرحوم کے باطنی تاثرات ملنے والے کو مرعوب کر دیتے تھے۔ اکثر دیکھا گیا کہ کھانا کھاتے وقت دال یا شوربا کم ہوا تو اپنا حصہ دوسرے کے سامنے بڑھا دیا اور اپنے پیالہ میں گرم پانی ملا کر کھانے لگے اور کہنے لگے کہ میرے دانت خراب ہو گئے ہیں جب شوربا یا دال میں روٹی خوب ڈوب جاتی ہے تو ہم بڑھوں سے خوب کھاتے بنتا ہے مگر جس نے جوانی میں بھی یہی دیکھا ہو اسے اس تقیہ سے کب تسکین ہوتی تھی اس پر اس قدر ان تھک کام کرنے کی قوت کہ اکثر راتوں میں رات بھر نہیں سوتے تھے اور صبح سے شام تک یا تو مشاغل علمی یا معاملات قومی میں یا مجلس و محافل میں یا پرورشِ ایام و بیوگان و متعلقین (جن مین اغیار کی تعداد نوے فیصدی تھی) میں دوڑا کرتے مگر کبھی کسلبند نہ ہوتے۔

متواضع ایسے کہ کوئی مہمان آئے ایک دن یا مہینوں آپ کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ کب آیا اور کتنے دن رہا ہمیشہ اس طرح سے رخصت کرتے کہ گویا آج ہی آیا ہے۔ آنے والے کی مدارات عجیب شان سے کرتے تھے کبھی چار پائی لینے چلے آ رہے ہیں کبھی بستر،

کبھی کھانے کی سینی، کبھی لوٹے میں پانی، مہمان دوڑ کر ہاتھ بٹانا چاہتا تو ہرگز نہ مانتے گھر میں کچھ نہ ہوتا تو ادھر ادھر سے دوڑ دھوپ کر کے اس کے لیے ایسی چیزیں پیش کرتے جو خود کبھی نہ کھاتے۔ اپنے پرائے سب کے دکھ درد میں شریک، ہر مصیبت میں ہم نوا، ہر ایک حاجتمند کے مشکل کشا، ہر مذہبی خدمت میں آگے، جفاکش، نفس کش، صابر و شاکر، منعم و منکسر و متواضع، بردبار۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں مرحوم کے مرنے نے اخلاقِ عظیم اور علم باعمل کو صفحہ روزگار سے مدتوں کے لیے معدوم کر دیا۔ ایسی ذات اور ایسا خدائے ملت و مذہب، زمانہ کئی کروٹیں بدلے گا تب پیش کر سکے گا غرض جناب مرحوم اپنے جدِ اعلیٰ حضرت غفرانمآب کے بہت سے اوصاف کا نمونہ تھے۔

بیان کس سے کروں ماجرائے دردِ جگر

جگر کو تھام کے کہتا ہوں ہائے دردِ جگر

اب آپ کے جانشین و وصی اور اپنے باپ کی صورت و سیرت کی تصویر حضرت عہدۃ العلماء جناب مولانا و مولوی السید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی اپنے باپ کے تمام فرائض ادا فرما رہے ہیں۔ جن کو خود حضرت قدوة العلماء طاب ثراہ نے اپنی حیات ہی میں اپنے تمام کام سپرد فرما دیے تھے۔ اس وقت لکھنؤ کے سے مرکز علم میں امامت نماز جمعہ آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ نیز جناب موصوف کا شمار اس وقت ہندوستان کے بے نظیر و اعظین میں کیا جاتا ہے۔